مغفرتِ ذنب کا قرآنی مفہوم

ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج
پروفیسر شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی

سورہ فتح کی دوسری آیت ہے ﴿لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر﴾ الخ اس فقرہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے مغفرت ذنب کی نوید دی گئی ہے، اور ذنب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلا حصّہ زمانہ گزشتہ کے ذنب اور دوسرا زمانہ آئندہ کے ذنب پر مشتمل ہے۔ بالعموم ہمارے مترجمین نے ''لیغفر'' کے معنیٰ بخشنے، معاف کرنے اور درگذر کرنے سے کئے ہیں۔ جبکہ بعض نے ڈھاک دینے اور حفاظت کرنے سے اس لفظ کا مفہوم ادا کیا ہے، ذیل میں ہم ''لیغفر'' کے مادے غفر کے معنی لغت سے پیش کرتے ہیں۔

المفردات میں ہے [1] الغفر الباس ما یصونہ عن الدنس کسی کو ایسی چیز پہنا دینا جس سے وہ میل وغلاظت سے محفوظ رہے، اس تصریح کی رُو سے غفر کا معنیٰ محفوظ رکھنا ہوتا ہے، ''غفر المتاع فی الوعاء'' کا مطلب سامان کو کسی برتن میں ڈال کر ڈھانک دینا یعنی اس طرح اسے محفوظ کر دینا ہوتا ہے، اسلئے مغفرت کے معنیٰ ہیں عذاب سے محفوظ رکھنا، قرآن کریم میں بھی ''مغفرۃ'' کا لفظ عذاب کے مقابلہ پر آیا ہے۔ ﴿اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدىٰ والعذاب بالمغفرة﴾ [2]

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی اور مغفرت کے بدلے عذاب، سورۃ بقرہ میں مغفرت کا لفظ فقر کے مقابلے پر بھی آیا ہے۔

﴿الشیطٰن یعد کم الفقر ویامرکم بالفحشاء والله یعدکم مغفرة منه وفضلاً﴾ [3]۔

شیطان تمہیں (اللہ کے راہ میں خرچ کرنے سے روکنے کے لئے) فقر کا خوف دلاتا ہے اور تمہیں

بخل ہے کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے۔

اس آیت کی رُو سے مغفرت کے معنیٰ ہیں فقر و تنگدستی اور افلاس و احتیاج سے محفوظ رکھنا،

اسی مادہ (غفر) سے باب استفعال میں استغفار کا لفظ آتا ہے، جس کے بنیادی معنیٰ ہیں حفاظت طلب کرنا، حفاظت طلبی کی رو سے کسی سے معافی چاہنا اور بخشش مانگنا بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔

سورۂ غافر (مؤمن) اور سورۂ محمد میں اس باب سے استغفر کا امر وارد ہوا ہے۔ جس کے مخاطب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ملاحظہ ہو۔

﴿فاصبر ان وعد اللّٰہ حق واستغفر لذنبک﴾ "الخ ۵۔

پس آپ جدوجہد کرتے رہیئے، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور آپ صدور گناہ سے (اللہ کی) حفاظت طلب کرتے رہیئے، یہاں استغفر کا معنی گناہوں سے حفاظت طلب کرنا ہے نہ کہ گناہوں کی معافی مانگنا، گناہوں سے حفاظت طلب کرنے کا معنی ہوتا ہے۔ گناہ کا صدور نہ ہونا، جبکہ گناہوں کی معافی چاہنے کا مطلب ہوتا ہے گناہوں کا ہونا اور پھر سزا سے بچنے کے لئے بخشش چاہنا۔ ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثانی الذکر مطلب بیان کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جو دوسروں کو گناہوں سے پاک کرنے تشریف لایا ہو۔ وہ خود کیسے گناہ گار ہوسکتا ہے؟ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔

﴿ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ﴾ ۶۔ الخ

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے (عظمت والے) رسول کو بھیجا۔ وہ ان پر اسکی آیتیں پڑھتے ہیں، اور انہیں پاک کرتے ہیں، اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں، اور ایسے ہی الفاظ متعدد مقامات پر آتے ہیں، دیکھیئے البقرہ ۱۲۹، ۱۵۱۔ آل عمران۔ ۱۶۴، التوبہ۔ ۱۰۳، علاوہ ازیں قرآن کریم کی متعدد آیات سے عصمت انبیاء ثابت ہے، اس لئے اس آیت میں استغفار کے معنیٰ سوائے گناہ سے طلب حفاظت کے اور کوئی نہیں ہوسکتے۔

بقول پیر محمد کرم شاہ الازھری کے "بعض علماء نے غَفَرَ کا معنی بچالینا اور محفوظ کرلینا کیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ اور معصوم رکھا ہے، اس حفاظتِ ربانی کے باعث نہ پہلے

آپ سے کبھی کوئی گناہ سرزد ہوا اور نہ آئندہ کبھی کوئی گناہ سرزد ہوگا''۔[۷]

اور سورۂ محمد میں آیا ہے ﴿فاعلم انہ لا الٰہ الا اللّٰہ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنٰت﴾ [۸]۔

پس یقین رکھیئے اور لوگوں پر ظاہر کرتے رہیئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے حفاظت طلب کیجئے اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے خدا سے بخشش و معافی مانگئے۔

واضح ہو کہ استغفار کی نسبت، جب بھی انبیاء علیہم السلام کی طرف ہوگی، اس سے مراد ہمیشہ گناہ سے یقینی حفاظت چاہنا ہوگی، اور غیر انبیاء کی طرف، قرائن کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے گا۔ کہ اسے طلبِ حفاظت کے معنیٰ میں لیا جائے یا بخشش و معافی کے معنیٰ میں۔

سورۂ آل عمران میں ہے ﴿فاعف عنھم واستغفر لھم﴾ الخ [۹] پس آپ انکو معاف کر دیجئے اور ان کے لئے آئندہ گناہ سے حفاظت طلب کیجئے۔

اس سورت کی آیت نمبر ۱۵۵، میں اللہ تعالیٰ نے ان اصحاب کی بخشش و معافی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ ﴿ولقد عفا اللّٰہ عنھم﴾ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو معاف کر دیا ہے، پس جس کو خدا معاف کر چکا ہو اس کے لئے ''استغفرلھم'' (دعائے معافی) کا حکم غیر ضروری معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے معاف کرنے کے بعد دعائے معافی کی ضرورت باقی نہیں رہتی، اس لئے آیت بالا میں ''استغفرلھم'' کا مفہوم آپ سے آپ واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں اسے معافی اور بخشش کے معنیٰ میں نہیں لیا جا سکتا، در اصل یہ آیت اس امر کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ استغفار سے مراد، گناہ سے حفاظت طلب کرنا بھی ہوتا ہے۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو معاف کرنے کے بعد اپنے رسولؐ کو بھی معاف کرنے کا حکم اسلئے دیا ہے کہ ان اصحاب سے، آپ ہی کے حکم کی نافرمانی ہوئی تھی۔ اسلئے انہیں آپ کا بھی معاف کرنا ضروری تھا، کیونکہ اس حکم میں آپ کی تکریم مقصود تھی۔

سورۂ بنی اسرائیل (اسریٰ) میں آتا ہے ﴿فانہ کان للاوابین غفورا﴾ [۱۰]۔

اَوّاب: اسے کہتے ہیں جو بالارادہ بار بار خدا کی طرف رجوع کرے اور یہ وہ لفظ ہے، جو

اللہ نے اپنے نبیوں کے لئے ۱۱ نیز تمام اہل جنت کے لئے استعمال فرمایا ہے۔۱۲ ، ظاہر ہے کہ خدا کی طرف بار بار رجوع کرنا، اس امر کو کب مستلزم ہے کہ رجوع کرنے والا گناہ گار بھی ہے۔ اس کے لئے خدا کا غفور ہونا، یہاں پر یہ معنیٰ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اوّاب بندوں کو گناہوں سے بچاتا رہتا ہے، انہیں گناہوں میں مبتلا ہی ہونے نہیں دیتا۔

خود قرآن مجید میں اس لفظ کا استعمال دونوں معنوں میں یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہے۔ پھر یہ امر بھی قابل حفظ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی '' عَفُوٌ''، اور غُفر'' ـ'' کا لفظ اکھٹا آیا ہے۔ وہاں عفوٗ ہمیشہ پہلے آیا ہے اور غفر بعد میں۔ اور چونکہ عفو کے معنی معاف کرنے یعنی گناہ کی سزا سے بچانے کے ہوتے ہیں۔ اس لئے عفو کے بعد غفر'' کے معنی گناہ سے بچانے کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتے، وگرنہ تکرار لازم آئیگی، عربی لغت کے مطابق عفوٗ' اور مغفرۃ'' میں فرق یہ ہے کہ غفران میں سزا قطعاً نہیں ہوتی جبکہ عفوٗ، سزا سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اور سزا کے بعد بھی۔

عفوٗ' اور غفر'' کی طرح اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں بھی اپنی صفات عفواً اور غفوراً کو ایک ساتھ بیان کیا ہے، وہاں بھی عفواً کو پہلے اور غفوراً کو بعد میں رکھا ہے۔۱۳ جو اس امر کی شہادت ہے کہ قرآن مجید میں غفر' اپنے معنی ومفہوم میں'' عفوٗ' سے بڑھا ہوا ہے، یعنی اگر عفو کا معنی گناہوں کی سزا سے محفوظ کرنا ہے تو غفر کا معنیٰ گناہوں سے محفوظ کرنا ہے، اور یہی وہ لفظ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے لئے استعمال فرمایا ہے۔

مزید تائید کے لئے ملاحظہ ہو ﴿واعف عنا واغفر لنا وارحمنا﴾ ۱۵ پس ہمارے (گزشتہ) گناہوں کو معاف فرما اور (آئندہ) گناہوں سے حفاظت فرما اور ہم پر رحم فرما۔

مزید یہ کہ جنت میں اہل جنت کی اس دعاء کا ذکر سورہ تحریم میں آتا ہے جسمیں کہا گیا ہے: ﴿ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا﴾ ۱۵

اے ہمارے پروردگار! ہمارے نور کو ہمارے لئے مکمل کردے اور ہماری حفاظت فرما۔

اگر یہاں اغفرلنا کا مطلب ہمیں بخش دے، ہمیں معاف کردے سے ادا کیا جائے تو گناہوں کے ساتھ، جنت میں جانا ثابت ہو جائیگا۔ جو ناممکن ہے۔ چونکہ اس آیت میں استغفار کی ضرورت، جنت میں بھی

بتائی گئی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معافی کی دعا نہیں ہے بلکہ اپنے رب کی حفاظت میں رہنے کی دعاء ہے، کیونکہ جنت میں جانے کے بعد گناہوں کی بخشش اور معافی کا تصور، تحصیل حاصل ہے، جبکہ حفاظت الٰہی کو پانے اور اسمیں افزونی کی دعاء اس تحصیل حاصل سے پاک ہے۔

الغرض سورۂ غافر اور سورۂ محمد کی آیات میں آپ نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے لئے ﴿ استغفر لذنبک﴾ کے الفاظ آئے ہیں جو براہ راست حضور ﷺ سے خطاب پر مشتمل ہیں جبکہ سورۂ فتح میں غفر کی نسبت اللہ تعالیٰ نے خود اپنی طرف فرمائی ہے، ارشاد ہوا ﴿لیغفر لك الله ماتقدم من ذنبك وماتأخر﴾ واضح ہو کہ سورۃ غافر اور سورۃ محمد کی طرح یہاں غفر ذنب کا مطلب صدورِ گناہ سے حفاظت کرنا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ یہاں ''ماتقدم'' کا الفاظ بھی آئے ہیں، جو ماضی کے اعمال وافعال پر دلالت کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ گناہ سے حفاظت ماضی کے کاموں پر کیسے ہوسکتی ہے؟ اس لئے اس آیت میں اس فقرہ کی وجہ سے ایسا مفہوم اخذ کرنے کی ضرورت ہے جو بیک وقت ماتقدم اور ماتاخر دونوں کے لحاظ سے درست ہو۔ نیز جو سیاق کلام اور نظم قرآن کے پہلو سے بھی ٹھیک بیٹھتا ہو۔

پھر اس آیت کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ یہاں موجود لفظ ذنب کا مطلب بھی سمجھا جائے۔ ذنب کا سب سے زیادہ استعمال میں آنے والا معنیٰ گناہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ذنب کو گناہ کے معنیٰ میں، جن مترجمین نے لیا ہے انکی تعداد کثیر ہے۔ تاہم ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ شاہ عبد القادر دہلوی، شاہ رفیع الدین دہلوی، ڈپٹی حافظ نذیر احمد دہلوی، محمود حسن (اسیر مالٹا) عبدالحق حقانی، خواجہ احمد الدین، ثناء اللہ امرتسری، امین احسن اصلاحی، احمد سعید دہلوی، محمد جونا گڑھی، اور فتح محمد خان جالندھری۔ واضح رہے کہ ان تمام مترجمین نے ذنب کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کرتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔

میں یہاں نمونہ کے طور پر فقط شاہ عبد القادرؒ کا ترجمہ پیش کر رہا ہوں:

"تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔" ١٦ ے

یہاں ان مترجمین کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ جنہوں نے ذنب کا ترجمہ تو گناہ سے کیا لیکن اسکی نسبت حضور ﷺ کی طرف نہیں کی، اور وہ مترجمین یہ ہیں۔ احمد رضا خان بریلوی، فرمان علی (اہل

تشیع)اور ناصر مکارم شیرازی (اہل تشیع)، اور نمونہ کے طور پر فرمان علی کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

"تاکہ خدا تمھاری امت کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردے"۱۷

گناہ فارسی زبان کا لفظ ہے جو ہماری زبان میں سختی، شدت، اور سنگینی کا حامل ہے۔ شاید اس لئے بعض مترجمین نے ذنب کا ترجمہ بجائے گناہ کے، ان الفاظ سے کیا ہے، جو اپنی ظاہری صورت کے اعتبار سے گناہ کے مقابلہ میں ہلکے اور خفیف مانے جاتے ہیں، مثلاً اشرف علی تھانوی، اور عبدالماجد دریا بادی نے اس مقام پر ذنب کا ترجمہ خطاؤں سے کیا ہے، عبدالرحمٰن کیلانی نے ''مترادفات القرآن'' میں لکھا ہے کہ ذنب عام ہے، ہر چھوٹے اور بڑے گناہ کے لئے ہے، جبکہ خطا ایسا گناہ ہے، جو بلا ارادہ سرز دہو۔۱۸

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ذنب کا ترجمہ کوتاہی سے، محمد مالک کاندھلوی نے تقصیرات سے کیا ہے، اور سید احمد سعید کاظمی نے بظاہر خلاف اولیٰ کام سے اس امر کا مفہوم ادا کیا ہے۔

ذنب کا دوسرا معنی الزام، یا تہمت ہے۔ چونکہ جانوروں کی دم ہمیشہ انکے پیچھے لگی ہوتی ہے اس لئے ان الزامات کو بھی ذنوب کہا جاتا ہے۔ جو انسانوں کے پیچھے اس طرح لگے ہوتے ہیں کہ ان سے جان چھڑانا مشکل ہوجاتا ہے، پس وہ انسان جہاں بھی جاتا ہے۔ اس کا الزام بھی اس کے پیچھے پیچھے جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ پیر محمد کرم شاہ الازھری نے اس مقام پر ذنب کا معنی الزام کیا ہے، ذیل میں ان کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تاکہ دور فرمادے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔۱۹

نیز وہ تفسیر میں لکھتے ہیں:

ذنب کا معنی عام طور پر گناہ کیا جاتا ہے، گناہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی کرنے کو، لیکن اہل لغت لفظ ذنب کو الزام کے معنی میں بھی استعمال کرتے رہتے ہیں اور الزام میں یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ فعل اس شخص سے صادر بھی ہوا ہو، بلکہ بسا اوقات بلا وجہ اس فعل کی نسبت اس شخص کی طرف کردی جاتی ہے۔۲۰

اپنے معنی (الزام) کی تائید میں وہ جس آیت سے استدلال کرتے ہیں وہ یہ ہے ﴿ولھم علیّ ذنب" فاخاف ان یقتلون﴾ ۲۱

ترجمہ:انہوں نے مجھ پر الزام قتل لگا رکھا ہے، پس مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے'' (ضیاء القرآن)،

واضح ہو کہ یہاں ذنب بمعنی الزام پیش کرنے میں پیر صاحب تنہا نہیں ہیں بلکہ اس آیت میں متعدد علماء اور مترجمین کے ہاں بھی یہ لفظ (الزام) استعمال ہوا ہے۔ملاحظہ ہو، احمد رضا خان بریلوی، مرزا بشیر الدین ،سید محمد محدث کچھوچھوی، غلام احمد پرویز، سید ابوالاعلیٰ مودودی، اور احمد سعید کاظمی کے تراجم نمونہ کے طور پر احمد رضا خان کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے قتل کر دیں'' ۲۲

پیر صاحب کے بقول۔

ان آیات کے سیاق وسباق کو مدنظر رکھا جائے تو یہی معنی (الزام) یہاں موزون اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔غَفَرَ کا معنی چھپا دینا، دور کر دینا۔ ماتم سے مراد ہجرت سے پہلے اور ما تاخر سے مراد ہجرت کے بعد۔

یعنی اے حبیب: جو الزامات کفار آپ پر ہجرت سے پہلے عائد کیا کرتے تھے اور جو الزامات ہجرت کے بعد اب تک وہ لگاتے رہے ہیں اس فتح مبین سے وہ سارے کے سارے نیست نابود ہو جائیں گے اور ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہے گا۔

ہجرت سے پہلے جو الزامات کفار کی طرف سے حضور ﷺ پر عائد کئے جاتے تھے وہ یہ ہے یہ کاہن ہے، یہ شاعر ہے، یہ مجنون ہے، یہ ساحر ہے، یہ اوروں سے سن سن کر افسانے بنا دیتا ہے، اسے کوئی اور پڑھاتا ہے وغیرہ وغیرہ.........

ہجرت کے بعد کے الزامات کی فہرست کچھ یوں ہے۔

وہ کہتے ہیں یہ قوم میں اختلاف، انتشار پیدا کرنے والا ہے، اس نے جنگ کی آگ بھڑکا کر مکہ کو اجاڑ ڈالا ہے بھائی کو بھائی سے، اولاد کو اپنے ماں باپ سے جدا کرنیوالا ہے، اس نے ہمارے محفوظ تجارتی راستوں کو خطرناک بنا دیا ہے، ہمارے قومی انتظامات کو درہم برہم کر دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ۲۳

پیر کرم شاہ الازھری کی اس آیت کی شرح میں جو فکر اور دلیل ہے۔ یہ تفسیر نمونہ میں بھی دیکھی جا سکتی

ہے۔میں یہاں اس تفسیر سے چند جملے نقل کئے دیتا ہوں۔

صلح حدیبیہ نے ، وہ تمام الزام جنکی ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد یا وہ تمام تہمتیں ،جنکی اس ماجرے سے پہلے یہاں تک کہ وہ گناہ بھی ، جنکے آپکی طرف آئندہ نسبت دینے کا امکان تھا،ان سب کو دھو دیا اور چونکہ خدانے پیغمبر کو یہ کامیابی نصیب فرمائی، لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ خدانے ان سب کو دھودیا۔

نتیجہ اس کا یہ ہے کہ یہ الزامات ،واقعی الزام نہیں تھے بلکہ ایسے الزام تھے، جو خیالی لوگوں کے افکار میں تھے جنہیں انہوں نے باور کرلیا تھا، جیسا کہ سورۃ شعراء کی آیت نمبر۱۴ میں موسی علیہ السلام کی داستان میں بیان ہوا ہے کہ موسیٰ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا﴿ولهم عليّ ذنب فاخاف ان يقتلون﴾ "۲۴۔

پیر کرم شاہ الازھری اور تفسیر نمونہ کے موقف کے حق میں، اب مزید دلائل پیش خدمت ہیں:

علماء جانتے ہیں کہ اضافت بعض وقت حقیقت پر مبنی نہیں ہوتی۔مثلاً سورۂ مائدہ میں آتا ہے ﴿انی ارید ان تبؤ باثمي واثمك﴾ ۲۵

"میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تو میرے (قتل کا) گناہ اور اپنا (پچھلا) گناہ (دونوں) اپنے سر رکھ لے ۲۶(عبدالماجد دریا بادی)۔

مفتی احمد یار خان نعیمی کے الفاظ میں "اثمی میں مضاف پوشیدہ ہے۔اصل میں اثم قتلی تھا یہاں گناہ کی نسبت ہابیل کی طرف سببیت کی نسبت ہے نہ کہ فاعلیت کی اثمک سے مراد قابیل کے پچھلے گناہ ہیں ۲۷، ظاہر ہے اثمی سے مراد میرا گناہ نہیں ہے بلکہ وہ گناہ ہے جو تو میرے خلاف کرنے لگا ہے، کیونکہ اوپر اس کو متقی قرار دیا جاچکا ہے ۲۸

اور اسی طرح ایک مثال سورۂ نحل میں بھی ہے ﴿يقول اين شركائى الذين كنتم تشاقون فيهم﴾ الخ الاية، ۲۹

اور فرمائیگا کہاں ہیں میرے شریک گھڑے ہوئے ،جن کے لئے تم جھگڑا کرتے تھے (سید محمد محدث کچھوچھوی) ۳۰۔

صاف ظاہر ہے کہ یہاں شرکائی کے معنی میرے شریک نہیں ہوسکتے ۔اس کے معنی ہیں، وہ معبود ،جنہیں تم اپنے تئیں میرے شریک سمجھتے تھے (یا جو بزعم خویش میرے شریک بنتے تھے) لہذا سورہ فتح

میں ''ذنبک'' کے معنی آپ پر دوسروں کے لگائے گئے الزامات ہیں ،جنہیں دور کرنے کی بات کی گئی ہے ﴿لیغفرلك اللہ﴾ میں غفر کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے اور یہ غفر اپنے معنی ومفہوم میں ویسا ہی ہے، جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی تطہیر ﴿ومطهرك من الذين كفروا﴾ ۳۱

ترجمہ:۔تیرے منکروں (کی تہمتوں) سے تجھے پاک کردوں گا۔(ابوالکلام آزاد)۳۲۔

انبیاء کرام ویسے تو مطہر ہی ہوتے ہیں۔مگر چونکہ انکے مخالفین ان پر جھوٹے الزامات لگا کران کو نعوذ باللہ ناپاک مشہور کرتے ہیں۔اس لئے ان ناپاک الزامات سے انکی بریّت کا خدائی انتظام کیا جاتا ہے، اس خدائی انتظام کو غیبی مدد کہتے ہیں۔چنانچہ فتح مبین کا ہونا بھی ایک ایسا ہی خدائی انتظام تھا۔جس کی رو سے آپ کا غفر ذنوب ہوا۔یعنی آپ کو کفار کے تمام الزامات سے پاک کیا گیا۔

ذنب کا تیسرا معنی نتیجہ (انجام) ہے۔استذنب کا معنی ہے(کسی معاملہ کا) انجام پانا۳۳ ذناب، دراصل کسی چیز کے پچھلے حصے یا دُم کے پکڑنے کو کہتے ہیں۔نیز ہراس کام کو،جس کا انجام برا ہو، نیز کسی کام کے نتیجہ (انجام) کو بھی ذنب کہتے ہیں، چونکہ کسی بھی کام کا نتیجہ،اس کام کا آخری حصہ ہوتا ہے،اس لئے اسے ذنب کہہ دیا جاتا ہے۔اس لئے'' ذنبۃ الوادی'' کا معنی ہوتا ہے وادی کا آخری حصہ ''ڈکشنری آف ماڈرن رٹن عربک میں ذَنَب'' کا معنی Tail اور End لکھا گیا ہے۔یعنی دُم اور آخر (یعنی انجام)۳۴۔

ذنب کے معنی نتیجہ (انجام) ہونے کی تائید قرآن کی اس آیت سے ہوتی ہے:

﴿فان للذين ظلموا ذنوباً مثل ذنوب اصحابهم﴾ ۔الخ (الذاريات)۳۵

پس جولوگ ظلم کررہے ہیں ان کا انجام بھی ویسا ہی ہوگا، جیسا ان کا ہوا، جو انکی مثل تھے۔

اس معنی (انجام/نتیجہ) کی رو سے آیت زیر بحث کا مطلب یہ ہوگا۔بے شک ہم نے آپ کو واضح، روشن اور نمایاں کامیابی عطا فرمائی ہے تا کہ آپکے گذشتہ اور آئندہ کے تمام کاموں کے انجام کی ،اللہ کی طرف سے حفاظت ہوجائے (جو کہ آپ غلبۂ دین کے لئے انجام دے رہے ہیں)۔

واضح ہو کہ اس ترجمہ کی تائید،سورۂ فتح کے سیاق وسباق سے بخوبی ہوتی ہے۔فتح مبین کے جو نتائج بیان کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) مغفرت ذنب (انجام کی حفاظت)(۲) اتمام نعمت (۳) صراط مستقیم کی ہدایت (۴) زبر

دست نصرت۔

اب اگر مغفرتِ ذنب کا معنی گناہوں کی بخشش لیا جائے تو اس بات کا آئندہ کی تینوں باتوں سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا اور نہ ہی فتح مبین کا اس سے کوئی تعلق جڑ تا ہے، غرض اس طرح کا ترجمہ اس مقام پر بالکل بے جوڑ، بے محل دکھائی دیتا ہے، دوسرے یہ کہ پورے قرآن میں حضور کے کس گناہ کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں ملتا ہے، اس لئے یہ ترجمہ بجائے خود آپ کی ذات والا صفات پر ایک الزام دکھائی دیتا ہے، اس طرح کے ترجمے پڑھنے کے بعد بعض مستشرقین نے آنحضرت ﷺ پر گناہ گار ہونے کی پھبتی کسی ہے۔ جیسا کہ شاہ عبدالحق حقانی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ ''بعض نصاریٰ نے معمولی گناہ سمجھ کر آنحضرتؐ پر گناہ گاری کا الزام قائم کر دیا ہے اور اس پر طرح طرح کے برے نتائج پیدا کر لیئے [۳۶]

قرآن کے علاوہ حدیث وسیر و تاریخ سے بھی چلتا ہے کہ آنحضرتؐ اعلان نبوت سے قبل عرب معاشرہ میں پاکباز، راستباز، اور فرشتہ صفت انسان مانے جاتے تھے لوگ آپ کو صادق اور امین کے لقب سے یاد کرتے تھے، آپ کی اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی، خود آپکی نبوت کی بہت بڑی دلیل تھی۔ اسلئے ذنبک کے معنی آنحضرتؐ کے گناہ نہ تو قرآن کی رو سے درست ٹھہرتے ہیں اور نہ تاریخ کی رو سے۔

حواشی وحوالہ جات

١ المفردات فی غریب القرآن ،ص٣٦٢ (کتاب الغین)الناشر :نور محمد کارخانہ تجارت کتب،آرام باغ،کراچی سن ندارد

٢ البقرہ،١٧٥۔

٣ البقرة،٢٦٨۔

٤ فُحشا کے متعدد معانی میں سے ایک معنی بخل بھی ہے(المفردات ،کتاب الفاء ،ص٣٧٤)اَفُحش کے معنی ہیں اس نے بخل کیا اس لئے بلحاظ قرینہ اس کے معنی بخل بیان کئے گئے ہیں ،عرب کے لوگ بخیل کو فاحش کہتے ہیں (لسان العرب)اس آیت میں فحشاء کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں ۔ناجائز طریقوں سے دولت حاصل کرنا۔

٥ الغافر،٤٠۔

٦ الجمعۃ،٢۔

٧ ضیاءالقرآن ،جلد چہارم ،ص٥٣٢تفسیر زیرآیت ،ضیاء القرآن پبلی کیشنز ،گنج بخش روڈ،لاہور١٣٩٩ھ۔

٨ محمد،١٩۔

٩ آل عمرآن،١٥٩۔

١٠ بنی اسرائیل،٢٥۔

١١ حضرت داوٗدعلیہ السلام کے لئے آیا ہے واذکرعبدنا داوٗد ذا الاید انہ اوّاب،ص/١٧،

١٢ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے آیا ہے نعم العبد انہ اوّاب،ص٣٠۔

١٣ حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے آیا ہے ۔انا وجدنٰہ صابراً نعم العبد انہ اواب /ص/٤٤۔

۱۴ هذا ما توعدون لکل اوّاب حفیظ ۔ قٓ /۳۲۔

۱۵ دیکھئے سورۃ النساء ۔ ان اللہ کان عفواً غفوراً، ۴۳ ۔ وکان اللہ عفواً غفوراً، ۹۹

۱۶ دیکھئے سورۃ الحج ۔ ان اللہ کان لعفواً غفوراً ۶۰، نیز یہی الفاظ سورۃ مجادلہ /۲، میں بھی آئے ہیں۔

۱۷ البقرہ /۲۸۶۔

۱۸ التحریم /۸۔

۱۹ موضح قرآن، مطبع نظامی، واقع دہلی، مطبوعہ پرنٹنگ ورکس، دہلی، ۱۳۳۶ھ

۲۰ اردو ترجمہ القرآن الحکیم، ناشر: پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ، کراچی ۱۳۹۰ء۔

۲۱ مترادفات القرآن، ص ۴۵۷، مکتبۃ الاسلام وسن پورہ اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۵ء۔

۲۲ غلام احمد پرویز کے ہاں اس آیت کا یہ مفہوم پہلے سے موجود ہے، ملاحظہ ہو

۲۳ ہم نے (اے رسول!) تیرے لئے کامیابی وکامرانی کی واضح راہ کشادہ کردی ہے۔ اور ایک فیصلہ کن انقلاب عنقریب آنے والا ہے اس سے مقصد یہ ہے کہ مخالفین تیرے خلاف جس الزامات تراشتے، بہتان باندھتے اور غلط باتیں تیری طرف منسوب کرتے ہیں (یا اس کے بعد کریں) ان کے مضر اثرات سے تیری حفاظت کا سامان ہوجائے (مفہوم القرآن، طلوع اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ۱۹۶۱ء)

۲۴ ضیاء القرآن، جلد چہارم، ص /۵۳۲۔

۲۵ الشعراء /۱۴۔

۲۶ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ناشر: المجدد احمد رضا اکیڈمی کراچی، سن اشاعت درج نہیں۔

۲۷ ضیاء القرآن، ص ۵۳۳۔

۲۸ تفسیر نمونہ، جلد ۱۲، ص ۳۳۰، ناصر مکارم شیرازی، اردو ترجمہ سید صفدر حسین نجفی، مصباح القرآن ٹرسٹ گنگا رام بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور ۱۴۱۷ھ۔

۲۹ المائدہ/ ۲۹۔

۳۰ تفسیر ماجدی، جلد اول، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، کراچی، ڈھاکہ، ۱۹۵۲ء

۳۱ اشرف التفاسیر المعروف بہ تفسیر نعیمی، جلد ششم، ص ۴۰۳ مکتبہ اسلامیہ احمد یار خان روڈ گجرات سن اشاعت درج نہیں

۳۲ المائدہ/ ۲۷۔

۳۳ نحل/ ۲۷۔

۳۴ معارف القرآن ناشر گلوبل اسلامک مشن، نیویارک، امریکہ، زیر اہتمام ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، کراچی، سن ندارو

۳۵ آل عمران/ ۵۵۔

۳۶ ترجمان القرآن، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور سن ندارد۔

۳۷ فیروز اللغات (عربی، اردو) فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، راولپنڈی، کراچی، سن ندارد۔

۳۸ A 312 Ott Harrassowitz .Wiesbaden.1961.
Dictonary of modern written Arabic by hams wehr P.

۳۹ الذاریات/۶۰۔

۴۰ تفسیر فتح المنان المشہور بہ تفسیر حقانی، ص ۲۶۹ (جلد ششم) الفیصل ناشر و تاجران کتب، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور، سن ندارد۔